علامہ مجد الدین فیروز آبادیؒ بہ حیثیت مفسّر

تحریر: ڈاکٹر محمد احمد الکردی
ترجمہ و تلخیص: مولانا محمد جرجیس کریمی

سوانح حیات

علامہ مجد الدین فیروز آبادی صاحب القاموس المحیط کی شہرت علمی حلقوں میں ایک ماہر لغت کی حیثیت سے ہے، لیکن ان کی علمی خدمات کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ ایک مفسّر بھی تھے۔ تفسیر سے متعلق ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ زیر نظر مقالے میں اسی حیثیت سے ان کے علمی کام کا تعارف کرایا جارہا ہے۔

نام اور لقب

بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام مختصراً اس طرح بیان کیا ہے: ''محمد بن یعقوب بن محمد مجد الدین ابوطاہر الفیر وزآبادی اللغوی الشافعی [1]۔ بعض تذکرہ نگاروں نے پورا سلسلۂ نسب بیان کیا ہے، جو یہ ہے: محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن ابی بکر بن اُحمد بن محمود بن ادریس بن فضل اللہ بن الشیخ ابی اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف بن عبداللہ المجد ابوطاہر وابوعبداللہ بن السراج ابی یوسف بن الصدر ابی اسحاق بن الحسام السراج الفیر وزآبادی الشیر ازی اللغوی الشافعیؒ'' [2]۔

علامہ موصوف کی متعدد نسبتیں بیان کی گئی ہیں: الکازرینی، الفیر وزآبادی، الشیر ازی۔ اول الذکر آپ کی جائے پیدائش ہے، ثانی الذکر آپ کا شہر ہے اور شیراز آپ کے ملک کا دارالحکومت تھا [3]۔ آپ کے بعض القاب بھی بیان کیے گئے ہیں جیسے القاضی، الشافعی، اللغوی، الملتجی الی الحرم، القرشی، التیمی۔ قاضی کہے جانے کی وجہ یہ ہے

کہ آپ یمن کے منصب قضا پر فائز تھے۔لغوی آپ کو اس وجہ سے کہا گیا کہ فن لغت پر آپ کی متعدد تصانیف ہیں اور اسی حیثیت سے آپ کو شہرت ملی۔ ملتجیٔ الی الحرم سے مراد یہ ہے کہ آپ خانۂ کعبہ کو لازم پکڑے ہوئے تھے اور مکہ اور حرم سے باہر کہیں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔آپ نے وصیت کی تھی کہ وفات کے بعد ان کی تدفین مکہ ہی میں کی جائے۔ شافعی کہے جانے کی وجہ یہ ہے کہ آپ شافعی مسلک کے پیرو تھے۔ تمیمی کی نسبت علامہ عبدالوہاب السکسکی کے علاوہ کسی نے نہیں بیان کی ہے۔[۴]

ولادت اور وفات

فیروز آبادی کی ولادت ۷۲۹ھ مطابق ۱۳۲۷ء کو کازرون یا کازرین میں (یہ دونوں دوشہروں کے نام ہیں، جو قریب قریب واقع ہیں)[۵] اور وفات ۸۱۷ھ میں زبید (یمن) میں ہوئی۔آپ کی تمنا تھی کہ آپ کی وفات مکہ مکرمہ میں ہو اور وہیں آپ کو سپرد خاک کیا جائے، مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت کچھ اور تھی، چنانچہ آپ کا انتقال یمن میں ہوا اور وہیں شیخ الجبرتی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔[۶] یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وفات کے بعد آپ کو مکہ مکرمہ منتقل کیا گیا تھا۔[۷]

تعلیم وتربیت اور علمی اسفار

علامہ فیروز آبادی نے اولین مرحلہ میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا، اس کے بعد مختلف علوم وفنون کی تحصیل کی، جن میں لغت، صرف ونحو اور قرآن وحدیث کے علوم شامل ہیں۔[۹] ابتدائی تعلیم ان کے والد ماجد کی نگرانی میں کازرین میں ہوئی، پھر مزید تحصیل علم کے لیے شیراز گئے، اس کے بعد مختلف ملکوں کا سفر کیا، جن میں عراق، دمشق، بیت المقدس، مصر، مکہ مکرمہ اور یمن خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ علامہ موصوف نے عراق میں دس سال (۷۴۵ھ تا ۷۵۵ھ) قیام کیا اور وہاں بغداد اور واسط کے علماء سے اکتساب فیض کیا۔ دمشق اور بیت المقدس میں ۱۴ سال (۷۵۵ھ تا ۷۶۹ھ) قیام کیا اور وہاں بعلبک، حماۃ اور حلب وغیرہ کے مشہور علماء کرام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اس عرصہ

میں انھوں نے متعدد بار قاہرہ (مصر) کا سفر کیا اور وہاں کے مشہور علماء سے فیض حاصل کیا۔۷۷۰ھ میں مکہ مکرمہ آئے اور پچیس سال تک وہاں کی پرنور فضاؤں میں رہے۔اس کے علاوہ بھی یہاں ان کا ورود متعدد بار ہوا اور انھوں نے یہاں کے اساطین علماء سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔

فیروزآبادی نے روم اور ہندوستان کا بھی سفر کیا۔ ہندوستان کے سفر میں انھوں نے سلطان سکندر شاہ اول اور سلطان محمد شاہ سے ملاقات کی۔ یہ دونوں تغلق شاہ کے بیٹے ہیں۔ان سلاطین نے ان کی تکریم کی اور ان کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔اسی طرح روم کے سفر میں انھوں نے سلطان بایزید بن مراد سے ملاقات کی، جس نے ان کو اعزاز و اکرام سے نوازا۔۷۹۶ھ میں انھوں نے یمن کا سفر کیا جہاں آخر عمر تک قیام پذیر رہے۔ وہیں مقام زبید میں ان کا انتقال ہوا۔ وہاں انھوں نے بیس سال تک قیام کیا اور اس دوران میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہوئے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ انھوں نے تصنیف و تالیف کا بیش تر کام قیام یمن کے دوران میں انجام دیا ہے۔۹

مشاغل و مناصب

علامہ فیروزآبادی نے اپنی عمر کے مختلف مراحل میں مختلف مشاغل اختیار کیے اور متعدد مناصب پر فائز ہوئے۔

۱- مدرسہ نظامیہ بغداد میں شیخ عبداللہ بن بکتاس کی نگرانی میں معاون مدرس کی حیثیت سے کام کیا۔

۲- بیت المقدس میں قیام کے دوران مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

۳- ہندوستان میں دہلی میں قیام کے دوران میں درس و تدریس کی خدمات انجام دیں۔ وہ سلطان وقت کے مصاحبوں میں شامل تھے۔

۴- مکہ میں صفا کے پاس انھوں نے اپنی رہائش گاہ بنائی تھی۔اسی جگہ مدرسہ

الملک الاشرف' کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی اور فقہ مالکی اور فقہ شافعی کی تعلیم کے لیے اساتذہ مقرر کیے۔اسی طرح مدینہ منورہ میں قیام کے دوران بھی تدریس کی خدمات انجام دیں۔

۵- یمن میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہوئے۔ساتھ ہی زبید میں تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔[۱۰]

اساتذہ

فیروزآبادی نے مختلف ممالک کا سفر کیا تھا اس لیے ان کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔بعض تذکرہ نگاروں نے ان کے جو نام گنائے ہیں ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے۔ یہاں ان سب کے تذکرے کی گنجائش نہیں ہے۔ ذیل میں ان کے چند مشہور اساتذہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱- أحمد بن مظفر بن ابی محمد النابلسی الدمشقی (م۷۶۵ھ)۔ان سے معجم ابن جمیع اور سنن ابن ماجہ کی سماعت کی۔یہ تفسیر وحدیث کے عالم تھے۔

۲- یحیٰ بن علی بن مجلّی بن الحداد الحنفی (م۷۵۷ھ)۔ان سے الاربعین النوویہ کی سماعت کی۔

۳- محمد بن اسماعیل بن عمر بن الحموی (م۷۵۷ھ)۔ان سے صحیح البخاری اور السنن الکبری للبیہقی کی سماعت کی اور تفسیر، فقہ اور لغت کے علوم میں استفادہ کیا۔

۴- محمد بن محمد العاقولی (م۷۹۷ھ)۔ان سے صحیح البخاری اور المشارق للصاغانی کی سماعت کی۔یہ محدث، فقیہ، نحوی اور مفسر تھے۔

۵- ہبۃ اللہ البارزی (م۷۳۸ھ)۔ان سے صحیح مسلم کی سماعت کی۔

۶- تقی الدین السبکی (م۷۵۶ھ)۔علامہ فیروزآبادی نے ان سے اور ان کے بیٹے تاج الدین السبکی سے استفادہ کیا۔

۷- الشہاب علی بن ابی محمد الدیوان (م۷۴۳ھ)۔ان سے واسط میں دس

قراءتیں سیکھیں۔

۸- الشّمس ابوعبداللہ محمد بن یوسف الانصاری الذرندی المدنی (م۷۴۷ھ)۔ان سے صحیح البخاری کی سماعت کی اور جامع ترمذی کو سبقاً سبقاً پڑھا۔

۹- احمد بن عبدالرحمان بن محمد بن عبداللہ المرداوی الحنبلی (م۷۸۷ھ)۔

۱۰- القلقشندی، شہاب الدین ابوالعباس أحمد بن عبداللہ (م۸۲۱ھ)۔[۱۱]

یہ اساتذہ مختلف علوم وفنون کے ماہر تھے۔ فیروز آبادی نے ان سے اکتساب فیض کیا، اس لیے خود انھیں بھی مختلف علوم میں مہارت حاصل ہوگئی تھی۔

تلامذہ

علامہ فیروز آبادی سے استفادہ کرنے والوں کی بھی بہت بڑی تعداد ہے۔ان کے بعض تلامذہ نے شہرت دوام حاصل کی اور اپنے استاذ کا نام دنیا میں روشن کیا۔ ذیل میں ان کے بعض مشہور تلامذہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

۱- ابن حجر العسقلانی (م۸۵۲ھ)، صاحب فتح الباری شرح صحیح البخاری۔ انھوں نے علامہ فیروز آبادی سے قاموس، حدیث اور اشعار کی سماعت کی۔

۲- جمال الدین ابومحمد عبدالرحیم بن الحسن بن علی بن عمر ابن ابراہیم الارموی الاِسنوی نزیل القاہرہ۔

۳- تقی الدین محمد بن أحمد الفاسی (۷۷۵-۸۳۲ھ)۔

۴- صلاح الدین الصفدی (۶۶۹-۷۶۴ھ)۔

۵- البرہان الحلبی۔

۶- المقریزی احمد بن علی (م۸۴۰ھ)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے تلامذہ کا تذکرہ ملتا ہے جنھوں نے علامہ فیروز آبادی سے مختلف علوم وفنون کی تحصیل کی، بلکہ فہرست تلامذہ میں بعض خواتین کے بھی نام ملتے ہیں۔ جیسے آسیہ بنت جار اللہ بن صالح الطبری، صفیۃ بنت یاقوت المکیۃ،

رقیۃ بنت عبدالقوی البجاوی، ام محمد حبیبہ بنت احمد الشویکی، کمالیۃ بنت اُحمد المکی وغیرہ۔ ۱۲

تصنیفی خدمات

علامہ فیروز آبادی نے مختلف علوم وفنون میں کافی تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں سے بعض کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔ ذیل میں ان کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے:

۱- **فتح الباری بالسیح الجاری فی شرح صحیح البخاری**۔ علامہ موصوف صحیح بخاری کی شرح لکھنا چاہتے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ کم از کم چالیس جلدوں میں یہ شرح لکھیں گے، مگر اسے مکمل نہ کر سکے۔ صرف عبادات کے ایک چوتھائی حصہ تک لکھ سکے۔ یہ حصہ بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲- **البلغة فی تراجم أئمة النحاة واللغة**۔ یہ ایک عمدہ تصنیف ہے۔ اس میں ۴۲۲ نحویوں اور ماہرینِ لغت کے تذکرے شامل ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۷۲ء میں محمد المصری کی تحقیق وتعلیق سے وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی دمشق سے شائع ہوئی ہے

۳- **شوارق الاسرار العلیة فی شرح مشارق الانوار النبویة** ۔ یہ علامہ صاغانی کی کتاب مشارق الانوار کی شرح ہے۔ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ابھی طبع نہیں ہوئی ہے۔

۴- **عمدة الحكام فی شرح عمدة الاحکام**، یہ دو جلدوں میں ہے۔

۵- **الإسعاد بالاصعاد الی درجة الجهاد**۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کی تصنیف علامہ فیروز آبادی نے الاشرف اسماعیل صاحب الیمن کے لیے کی تھی۔

۶- **الصلات والبشر فی الصلاة علی خیر البشر**، یہ کتاب دمشق سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی تھی، پھر دار القرآن سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی۔

۷- **المغانم المطابة فی معالم طابة**۔ یہ مدینہ منورہ کے فضائل پر مشتمل ہے۔ اس کا جغرافیائی حصہ حمد الجاسر کی تحقیق سے منشورات دار الیمامۃ الریاض سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا ہے، باقی حصہ ابھی مخطوطہ کی شکل میں ہے۔

۸- **إثارة الحجون إلى زيارة الحجون** ۔علامہ موصوف نے اس کی تصنیف ایک رات میں کی تھی ۔اس میں حجون کے ایک معنیٰ کاہل کے ہیں اور دوسرے حجون سے مراد مکہ میں ایک پہاڑی ہے۔اس کتاب میں ان صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے جن کی یہاں وفات ہوئی تھی۔

۹- **أحاسن اللطائف فی محاسن الطائف** ۔علامہ موصوف نے یہ کتاب اس زمانہ میں تصنیف کی ہے جب کچھ عرصہ طائف میں قیام کیا تھا۔ یہ ابھی زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکی ہے۔

۱۰- **روضة الناظر فی ترجمة الشيخ عبدالقادر** ۔یہ مشہور صوفی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی سوانح پر مشتمل ہے۔

۱۱- **المرقاة الوفية فی طبقات الحنفية**۔

۱۲- **تسهيل طريق الوصول إلى الاحاديث الزائدة على جامع الأصول** ۔یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔اس کی تصنیف انھوں نے بادشاہ یمن ناصرالدین ابن الاشرف کے لیے کی تھی۔

۱۳- **الاحاديث الضعيفة**۔علامہ سخاوی کے بیان کے مطابق یہ کتاب دوجلدوں میں تھی، جب کہ علامہ الکتانی چار جلدیں بتاتے ہیں۔

۱۴- **كراسة فی علم الحديث** ۔یہ اصطلاحات حدیث کے موضوع پر ایک کتابچہ تھا۔

۱۵- **سفر السعادة** ۔یہ کتاب حدیث اور سیرت نبویہؐ پر ہے اور یہ مصر میں ۱۳۴۶ھ میں ''**كشف الغمة**'' للشعرانی کے حاشیہ پر اور ۱۳۲۲ھ میں مطبع یمنیۃ سے شائع ہوئی ہے۔اس کے علاوہ اس کی اشاعت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب الفوز الکبیر مع فتح الخبیر کے مصری ایڈیشن کے حاشیے پر بھی ہوئی ہے۔

۱۶- **اللامع المعلم العجاب الجامع بين المحكم والعباب** :یہ لغت پر ہے۔شذرات الذہب میں ہے:''پانچ جلدیں مکمل ہوئیں''۔پھر اس کا اختصار کیا اور

اس کا نام القاموس المحیط رکھا۔

۱۷- **القاموس المحیط و القابوس الوسیط، الجامع لما ذھب من لغة العرب شماطیط** ۔علامہ فیروز آبادی کی اس کتاب نے عالم گیر شہرت حاصل کی۔ دنیا کی شاید ہی کوئی قابل ذکر لائبریری ہو جس میں یہ کتاب موجود نہ ہو۔ اس کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں اور اس کے خلاصے بھی کیے گئے ہیں۔ اس کتاب کے مصر، لبنان اور ہندوستان (کلکتہ، بمبئی، لکھنؤ) سے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کا ترکی اور فارسی میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے۔

۱۸- **تجسیر الموشین فیما یقال بالسین و الشین** ۔ یہ کتاب ۱۳۲۷ھ میں علامہ البقاعی کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے۔

۱۹- **الدرر المبثثة فی الغرر المثلثة**، یہ کتاب ڈاکٹر علی حسین البواب کی تحقیق سے ۱۹۸۲ء میں سعودی عرب سے شائع ہوئی ہے۔

۲۰- **الاشارات الی ما فی کتب الفقه من الاسماء و الاماکن و اللغات**۔ یہ مخطوطہ کی شکل میں ہے۔

۲۱- **نزھة الطالین وتحفة الراغبین فی شرح قصیده البردة**۔[۱۳]

فیروز آبادی کی تفسیری خدمات

فنِ تفسیر میں علامہ فیروز آبادی کی درج ذیل یادگاریں ملتی ہیں:

۱- **بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز** ۔ یہ کتاب چھ جلدوں میں ہے۔ محمد علی النجار کی تحقیق سے المکتبۃ العلمیۃ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔ ۱۳۸۳ھ میں قاہرہ سے اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو گیا ہے۔

۲- **تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس**: یہ کتاب چار جلدوں میں ہے۔ ۱۲۹۰ھ میں بولاق، ۱۳۰۲ھ میں بمبئی، ۱۳۱۴ھ میں قاہرہ اور ۱۳۷۷ھ میں ایران سے شائع ہوئی ہے۔ قاہرہ کی اشاعت علامہ سیوطی کی '**الدر المنثور فی الماثور**' کے حاشیے پر اور ایران کی اشاعت تفسیر خازن کے حاشیے پر ہوئی ہے۔

۳- **تیسیر فاتحة الإهاب فی تفسیر فاتحة الکتاب** : یہ ایک جلد میں ہے اور مخطوطہ کی شکل میں ہے۔ علامہ فیروزآبادی نے اس کی تصنیف ایک رات میں کی تھی۔

۴- **الدر النظیم المرشد الی مقاصد القرآن الکریم** ۔ یہ کتاب اب نایاب ہے۔

۵- **حاصل کورة الخلاص فی فضائل سورة الاخلاص** : یہ کتاب بھی اب نایاب ہے۔

۶- **خطبة الکشاف او بغیة الرشاف / شرح خطبة الکشاف**: یہ کتاب ایک بار مصنف کی زندگی میں تلف ہوگئی تھی۔ انھوں نے پھر اس کی تسوید کی اور اس کا نام 'نغبۃ الرشاف من خطبۃ الکشاف' رکھا۔ یہ کتاب ابھی غیر مطبوع ہے۔

۷- **جزء فی فضل سورة یٰسٓ**: اس کی جمع وترتیب شیخ اسماعیل بن ابراہیم الہاشم العقیل نے کی ہے۔

۸- **الوجیز فی لطائف الکتاب العزیز** :بعض تذکرہ نگاروں نے اس کو الگ تصنیف شمار کیا ہے، جب کہ بعض اسے البصائر ہی سمجھتے ہیں۔[۱۴]

تفسیری منہج

علامہ فیروزآبادی نے اپنی تفسیری کتب، خاص طور سے اول الذکر کتاب '**بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز**' میں جو منہج اختیار کیا ہے وہ وہی ہے جسے سلف کا منہج کہا جاتا ہے، یعنی قرآنی آیات کی تفسیر سب سے پہلے قرآنی آیات سے کی جائے، پھر رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور اقوال صحابہؓ سے، پھر لغت اور کلام عرب اور قدیم مفسّرین اور فقہاء وغیرہ کے اقوال سے۔ ذیل میں مثالوں کے ذریعے اس اجمال کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے

علامہ موصوف نے تفسیر القرآن بالقرآن کے معاملے میں مختلف طریقے اختیار

کیے ہیں ۔ کہیں متعلقہ تمام آیات کو بیان کر دیا ہے، کہیں بعض آیات نقل کی ہیں اور بعض آیات کو قاری کے فہم پر چھوڑ دیا ہے۔ کہیں کسی آیت کے صرف ایک ٹکڑے کو نقل کیا ہے اور بقیہ حصہ کو چھوڑ دیا ہے۔ کہیں کہیں مشابہ آیات کو ایک مفہوم کی تشریح کے ضمن میں جمع کر دیا ہے۔ کہیں محض آیات نقل کی ہیں اور ان سے استنباط سے اجتناب کیا ہے۔ کہیں استنباط معنیٰ کے ذیل میں طوالت سے کام لیا ہے، جیسے لفظ اللہ تعالیٰ کی تشریح میں ایک سو بیس سے زائد صورتیں بیان کی ہیں، جس میں اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال اور ربوبیت و کمال کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے۔ اسی طرح او لو، اولی اور اولات کے ضمن میں قرآن کے پندرہ مقامات کا صرف حوالہ دیا ہے اور تفصیل سے گریز کیا ہے۔[۱۵]

دیگر آیات کے ذریعے کسی آیت کی تشریح کے سلسلے میں یہ مثال پیش کی جاسکتی ہے کہ علامہ موصوف نے لفظ 'بغی' کے پانچ معانی بیان کیے ہیں۔ اس کا ایک معنیٰ ظلم ہے ۔جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ (النحل:۹۰) ''اللہ تعالیٰ فحش منکر اور ظلم سے منع کرتا ہے''۔ اس کا دوسرا معنیٰ معصیت اور گناہ کا ہے جیسے يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنفُسِكُم (یونس:۲۳) ''اے لوگو تمہاری معصیتیں تمہارے خلاف ہیں''۔ فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ (یونس:۲۳) ''جب ہم نے ان کو مصیبت سے نجات دے دی تو وہ گناہ کرنے لگ گئے''۔ لیکن موصوف نے دو ہی مثالیں نقل کی ہیں ۔

بادی النظر میں قرآن کی بعض آیات یا الفاظ باہم متعارض واقع ہوئے ہیں، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اگر بہ نظر دقّت ان پر غور کیا جائے تو کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔ علامہ موصوف نے اس طرح کی بعض آیات اور الفاظ کا حوالہ دیا ہے اور ان کے ظاہری تعارض کو رفع کیا ہے، جیسے قرآن میں ''نحن'' کا لفظ عموماً جمع ضمیر کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن متعدد مقامات پر اس کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے ہوا ہے، حالاں کہ اس کی ذات واحد ہے، جیسے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنكُمْ (الواقعہ:۸۵) انھوں نے بیان کیا ہے کہ اس طرح کے جملہ مقامات میں اللہ تعالیٰ کی شانِ ملوکیت جلوہ گر ہوتی

ہے۔اسی طرح جہاں بھی جمع کا صیغہ استعمال ہوا ہے وہاں مذکورہ فعل کی انجام دہی میں ملائکۃ یا اولیاء کی شمولیت بھی ہوتی ہے جیسے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (الحجر:۹) یعنی قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے۔قرآن کا نازل کرنے والا حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہی ہے مگر نزول میں حضرت جبرئیلؑ شامل ہیں۔۱۶؎

علامہ موصوف نے بعض آیات کی تفسیر کے وقت اشارہ یا تنبیہ کے الفاظ سے قاری کی توجہ مبذول کی ہے جیسے درج ذیل آیات:

اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ. الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔(العلق:۳-۴) ''پڑھو اپنے معزز رب کے نام سے جس نے تمھیں قلم سے سکھایا''۔اس کے ضمن میں موصوف لکھتے ہیں:

اشـــارة و تنبیه الی ما انعم به علی الانسـان فی تـعـلم الکتابة وما فی القلم من الفوائد و اللطائف۔۱۷؎	اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ اور تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قلم کے ذریعے لکھنے کا ہنر سکھایا اور یہ کہ اس کے بے شمار فوائد واستعمالات ہیں۔

اسی طرح آیت: لِيَحْمِلُوا أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔(النمل:۲۵) کے ضمن میں لکھتے ہیں:

تنبیه علی انه یحصل کمال العقوبة	اس آیت میں اس بات پر متنبہ کیا گیا ہے کہ انہیں روز قیامت پوری پوری سزا ملے گی۔

علامہ موصوف نے اپنی تفسیر میں بعض مقامات پر کسی آیت کی تشریح میں قرآنی تشریحات کا مجمل ذکر تو کیا ہے،لیکن تفصیل بیان نہیں کی ہے، بلکہ اس کے بجائے لغوی تشریح کرنے لگتے ہیں، جیسے 'کلاّ' کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''قرآن میں یہ بارہ صورتوں میں مستعمل ہے''۔لیکن یہاں انھوں نے ان آیات کو نقل نہیں کیا ہے جن میں لفظ 'کلاّ' وارد ہوا ہے، بلکہ سیبویہ، خلیل، مبرد، زجاج اور اکثر نحویوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ اس کے معنی الردع والزجر (جھڑکنے اور ڈانٹنے) کے ہیں۔۱۸؎

علامہ موصوف نے مختلف آیات کی تاویلیں بھی نقل کی ہیں۔مثال کے طور پر

آیت وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً (لقمان:۲۰) کی تشریح میں لکھتے ہیں:
''کہا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد نبوت اور باطنی نعمت سے مراد عقل ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد محسوسات اور باطنی نعمت سے مراد معقولات ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ظاہری نعمت سے مراد دشمنوں کے خلاف مدد اور باطنی نعمت سے مراد فرشتوں کے ذریعے مدد ہے۔ ان میں سے ہر بات آیت کے مفہوم میں شامل ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۹

آیت اَللّٰهُ يَسْتَهْزِءُ بِهِمْ (البقرہ:۱۵) کے ذیل میں کہتے ہیں کہ ''حقیقت میں استہزاء کا انتساب اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح نہیں ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف لہو و لعب کا انتساب صحیح نہیں ہے، بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ان (منافقین) کے استہزاء کا بدلہ دے گا''۔ ۲۰

بصائر ذوی التمییز کے علاوہ علامہ موصوف کی دوسری اہم تفسیر 'تنویر المقباس' ہے۔ اس کا منہج اول الذکر تفسیر سے مختلف ہے۔ اس میں انھوں نے مفردات کی تشریح پر اکتفا کیا ہے۔ البتہ بعض آیات کی تشریح کے ضمن میں دوسری آیات کا حوالہ دیا ہے مگر انہیں نقل نہیں کیا ہے۔ جیسے آیت وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ (الاعراف:۴۳) کے ذیل میں شراب، پانی، شہد اور دودھ کی نہروں کا ذکر کیا ہے جو سورۂ محمد آیت ۱۵ میں مذکور ہے۔ ۲۱ مگر آیت نقل نہیں کی ہے۔ اسی طرح آیت وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ (الاسراء:۱۰۱) کے ذیل میں نو نشانیوں ید، عصا، طوفان، جراد، قمل، ضفادع، دم، سنین اور طمس اموال کا حوالہ دیا ہے۔ قرآن میں ان کا تفصیلی ذکر سورۃ الاعراف آیت ۱۳۰-۱۳۳ میں آیا ہے، مگر موصوف نے یہ آیات نقل نہیں کی ہیں۔ ۲۲

تفسیر بالماثور

علامہ فیروز آبادی نے تفسیر بالماثور (یعنی قرآن کی تفسیر احادیث رسول اللہ

ﷺ اور اقوال صحابہ کے ذریعے) کے طریقے کو بھی اختیار کیا ہے اور حسب ضرورت احادیث و روایات نقل کی ہیں، جن میں کتب ستہ اور دیگر مشہور کتب احادیث کی روایات شامل ہیں، مگر اس بارے میں انھوں نے پورے طور پر محدثانہ طریقہ اختیار نہیں کیا ہے، بلکہ صحیح، ضعیف، حتی کہ بعض مقامات پر موضوع روایات بھی نقل کردی ہیں۔ کچھ جگہوں میں حدیث کے مآخذ کا حوالہ دے دیا ہے، مگر اکثر مقامات پر روایات بغیر مآخذ کی صراحت کے نقل کردی ہیں۔ اسی طرح سند کے ذکر کا اہتمام نہیں کیا ہے۔۲۳؎ ذیل میں تفسیر بالماثور کے ضمن میں دو آیات نقل کی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَراً مَّقْدُوراً (الاحزاب: ۳۸) اس آیت کے ذیل میں علامہ موصوف لکھتے ہیں: ''قدر سے مراد وہ تقدیر ہے جو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے کہ تمہارا رب تم سے متعلق چار چیزوں کے بارے میں فارغ ہوچکا ہے: تخلیق سعادت وشقاوت، موت اور رزق۔۲۴؎ آیت ''یوم الحج الاکبر'' (التوبۃ: ۳) کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ حج کو حج اکبر اس لیے کہا گیا ہے کیوں کہ حدیث میں عمرہ کو حج اصغر (چھوٹا حج) سے موسوم کیا گیا ہے''۔۲۵؎

اقوال مفسرین سے استفادہ

علامہ فیروز آبادی نے آیات قرآنی کی تفسیر میں اقوال مفسرین سے بھی استفادہ کیا ہے اور جا بہ جا کہیں ناموں کی صراحت کے ساتھ اور کہیں بغیر صراحت کے ان کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ جن مفسرین سے علامہ موصوف نے استفادہ کیا ہے ان کی تعداد بہت ہے۔ ان میں ابن جریر طبری، زمخشری، رازی، ابن کثیر، ماوردی، ابن عطیہ اندلسی، ابوحیان توحیدی، راغب اصفہانی، معینی، مہدوی، محمود کرمانی، خطیب اسکافی، محمد نیسا پوری، حسن بن علی اہوازی اور قفال شاشی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔۲۶؎ تفسیر قرآن میں اختلاف قراءت ایک اہم موضوع ہے۔ اس سے بعض آیات و الفاظ کے معنی ومفہوم کی تعیین میں مدد ملتی ہے اور آیتوں کے ایک دوسرے پہلو پر روشنی بھی پڑتی ہے۔ علامہ

فیروزآبادی نے اختلاف قراءت کے ضمن میں بعض قراء کرام کے نام ذکر کیے ہیں اور بعض مقامات پر بغیر ناموں کی صراحت کے صرف قراءتوں کا اختلاف نقل کیا ہے۔[۲۷] علامہ موصوف نے اقوال مفسرین اور اختلاف قراءت کو محض نقل کر دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ ان کا تجزیہ بھی کیا ہے اور ان میں راجح اور مرجوح کو نمایاں کیا ہے، بعض مفسرین کی تحقیق پر اضافہ کیا ہے اور بعض پر تنقید بھی کی ہے۔[۲۸]

علمائے لغت ونحو کے اقوال سے استفادہ

اقوال مفسرین کے ساتھ موصوف نے علمائے لغت ونحو کے اقوال سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں مختلف اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ جیسے **اهل اللغة، اللغويون، البيانيون، البصريون، الكوفيون** اور **النحاة** وغیرہ۔ ساتھ ہی ان کے اقوال کا بھی تجزیہ کیا ہے اور ان میں سے راجح ومرجوح کو متعین کیا ہے نیز ان پر تنقید بھی کی ہے۔ اقوال اہل لغت سے تفسیر قرآن کی دو مثالیں ملاحظہ ہوں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَكُونُونَ عَلَيۡهِمۡ ضِدّاً۔ (مریم:۸۲) اور وہ الٹے ان کے مخالف بن جائیں گے۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ موصوف لکھتے ہیں:

قال الفرّاء اى عوناً فلذلك وحده، وقال عكرمة الى اعداء، وقال الاخفش الضد يكون واحد ويكون جمعا، وقال الازهرى يعنى الاصنام التى عبدها الكفار تكون عونا على عابديها.[۲۹]

فراء نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس کے مددگار ہوں گے، اس لیے ضد کو واحد لایا گیا ہے۔ عکرمہ نے کہا کہ وہ ان کے دشمن بن جائیں گے۔ اخفش نے کہا کہ لفظ ضد کا استعمال واحد بھی ہوتا ہے اور بہ طور جمع بھی۔ ازہری نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ بت ہیں جن کی کفار عبادت کرتے تھے کہ وہ ان کے مددگار رہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ۔ (التکویر:۵) اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیے جائیں گے۔

اس آیت کے ضمن میں علامہ فیروز آبادی لکھتے ہیں:

الازهری واكثر المفسرين قالوا، تحشر الوحوش كلها والدواب حتى الذباب تحشر للقصاص، والمحشر موضع الحشر۔[۳۰]

ازہری اور اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں تمام جانور اور چوپائے یہاں تک کہ مکھیاں بھی قصاص کے لیے جمع کی جائیں گی اور محشر جمع ہونے کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔

موصوف نے اشعار سے بھی استفادہ کیا ہے اس ضمن میں انھوں نے کہیں شاعر کا نام صراحت سے ذکر کیا ہے اور کبھی نہیں کیا ہے۔ بعض مقامات پر شعر پر تنقید بھی کی ہے اور دوسرے کی تنقید کو نقل بھی کیا ہے۔[۳۱]

فقہاء کی رایوں سے استفادہ

قرآن میں بہت سی آیات احکامی ہیں، اس ضمن میں علامہ موصوف نے فقہاء کے اقوال و آراء کو بھی تفسیر قرآن میں پیش کیا ہے اگر چہ ایسی مثالیں ذرا کم ہیں۔ ذیل میں ایک دو مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ يُظٰهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا۔ (المجادلۃ:۳) جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی اس بات سے رجوع کریں۔

اس کے ذیل میں علامہ موصوف نے فقہاء کے بعض اقوال نقل کیے ہیں، لکھتے ہیں:

عند اهل الظاهر ان يقول ذلك للمرأة ثانيا فحينئذ تلزمه الكفارة.

اہل ظاہر کے نزدیک 'عوذ' یہ ہے کہ آدمی دوسری بار اپنی بیوی سے وہی بات کہے۔ اس وقت

وعند الشافعی هو امساکها بعد وقوع الظهار علیها مدة یمکنه ان یطلق فیها فلم یفعل، عند ابی حنیفة العود فی الظهار هو ان یجامعها بعدان ظاهر منها، وقال بعض الفقهاء المظاهره هو یمین نحو ان یقول امرأتی علیّ کظهر امی ان فعلت کذا فمتی فعلت ذلک حنث ولزمه من الکفارة ما بینه الله تعالیٰ فی هذا السکان۔۳۲؎

کفارہ لازم آئے گا، امام شافعیؒ کے نزدیک ظہار کے واقع ہونے کے بعد بیوی کو مدت تک روکے رکھے کہ اس دوران اس کو طلاق دے دے گا، اگر ایسا نہ کرے تو کفارہ لازم آئے گا۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک عود ظہار میں ہے یعنی ظہار کے بعد بیوی سے جماع کرلے تو کفارہ لازم آئے گا۔بعض فقہاء نے کہا ظہار قسم کی ایک صورت ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم میری ماں کی طرح ہو، پس جب وہ ایسا کرے گی تو مرد حانث ہوگا اور کفارہ لازم آئے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے۔

بعض آیات کی تشریح میں علامہ نے فقہاء کی آراء نقل کرکے ان کا تجزیہ کیا ہے اور ان میں قابل ترجیح قول کو نمایاں کیا ہے، جیسے الصلوٰۃ الوسطیٰ کے ذیل میں انھوں نے فقہاء کے بہت سے اقوال نقل کیے ہیں۔ان میں فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء، جمعہ اور عیدین ہر نماز کو صلاۃ وسطیٰ کہا گیا ہے۔علامہ موصوف نے اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد نقل کیا ہے جو آپ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر فرمایا تھا:

شغلونا عن الصلاة الوسطیٰ صلاة العصر ملا الله بیوتهم وقلوبهم نارا۔۳۳؎

کفار نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ صلاۃ عصر سے غافل کردیا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور دلوں کو آگ سے بھردے۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ:

واقوی الاقوال ثلاثة العصر، الصبح، الجمعة۔

زیادہ مضبوط قول تین نمازوں کے بارے میں ہے: عصر، صبح، اور جمعہ۔

صوفیہ کے اقوال سے استفادہ

علامہ موصوف نے بعض قرآنی آیات کی تشریح میں صوفیہ کے اقوال سے بھی استفادہ کیا ہے، خاص طور سے توکل، رضا، زہد جیسی اصطلاحات کے ضمن میں ان کے اقوال پیش کر کے ان کا محاکمہ کیا ہے۔

مثلاً توکل کے ذیل میں لکھا ہے:

قال ابن عطاء هو ان لا يظهر فيه انزعاج الى الاسباب، مع شدة فاقته اليها ولايزول عن حقيقة السكون الى الحق مع وقوفه عليها وقيل ترك التدبير النفس، والانخلاع من الحول والقوة وانما يقوى العبد على التوكل اذا علم ان الحق سبحانه يعلم ويرى ماهو فيه۔[۳۴]

ابن عطاء نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ شدید حاجت کے باوجود اسباب کا سہارا نہ لیا جائے اور حق تعالیٰ پر مکمل اعتماد قائم رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ توکل یہ ہے کہ نفس تدبیر کو ترک کر دے اور طاقت وقوت کے حصول سے بالکلیہ دست بردار ہوجائے اور توکل بندے کو تقویت دیتا ہے جب بندہ خیال کرے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کی حالت سے واقف ہے اور اسے دیکھ رہا ہے۔

معرفت کے ذیل میں بعض صوفیہ کا کلام نقل کرتے ہیں:

وان الطائفة المتصوفة – نفع الله بهم – يرجحون المعرفة على العلم وتكلموا فى المعرفة بآثارها فقال الشبلى ليس لعارف علاقة ولا لمحب شكوى ولا لعبد دعوى ولا لخائف قرار ولا لاحد من الله فرار، وهذا كلام جيد وقال احمد بن

صوفیاء کی ایک جماعت نے (اللہ ان سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے) معرفت کو علم پر ترجیح دی ہے اور اس کے آثار پر بحث کی ہے۔ شبلی نے کہا ہے کہ ''عارف کے لیے کوئی تعلق خاطر کی چیز (اللہ کے سوا) نہیں ہے اور محبت کرنے والے کے لیے شکایت کی گنجائش نہیں ہے اور بندہ کے لیے اللہ کے خلاف دعویٰ کرنے کا حق نہیں ہے اور آخرت میں عذاب سے ڈرنے والے کے لیے قرار نہیں

عاصم من کان باللہ اعرف کان من اللہ أخوف۔ ۳۵

ہے اور کسی مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ سے فرار کی جگہ نہیں ہے۔'' یہ بہترین کلام ہے، احمد بن عاصم نے کہا ہے کہ جو اللہ کی زیادہ معرفت رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف کرے گا۔

علوم قرآن کے بعض مباحث

تفسیر قرآن میں بعض متعلقات قرآن جیسے اعجاز قرآن، اسباب نزول، حروف مقطعات، ناسخ ومنسوخ، ترتیب سورا ور فضائل سور و آیات کی خصوصی اہمیت ہے۔ قدیم و جدید تمام مفسرین نے اپنی تفسیروں میں ان سے بحث کی ہے۔ علامہ فیروزآبادی نے بھی ان پر اظہار خیال کیا ہے، مثلاً اعجاز قرآن کے ضمن میں انھوں نے پہلے اعجاز کی لغوی و معنوی تشریح کی ہے، پھر معجزہ اور خرق عادت میں فرق کو بیان کیا ہے، پھر قرآن کو سب سے بڑا معجزہ قرار دیا ہے۔ لکھتے ہیں:

وأفضل معجزاته واکملها واجلها واعظمها: القرآن الذی نزل علیه بافصح اللغات و اصحها و أبلغها۔ ۳۶

نبی کریم ﷺ کے تمام معجزات میں افضل، اکمل اور سب سے بڑا معجزہ قرآن ہے جو آپؐ پر نازل کیا گیا اور جو فصیح ترین اور بلیغ ترین اسلوب میں ہے۔

اس کے بعد اعجاز کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جن میں لفظی اور معنوی ہر طرح کا اعجاز شامل ہے۔

اسباب نزول کے تعلق سے لکھتے ہیں:

اعلم ان نزول آیات القرآن و اسبابه وترتیب السور المکیة والمدنیة من أشرف علوم القرآن۔ ۳۷

جان لو کہ قرآن کی آیات کا نزول اور ان کے اسباب اور سورتوں کی ترتیب مکی اور مدنی ہونے کا جاننا قرآن کے بہترین علوم میں سے ہے۔

حروف مقطعات کے بارے میں علماء ومفسرین کی آراء واقوال مختلف رہے

ہیں۔ علامہ فیروز آبادی نے ان کے بارے میں کوئی واضح موقف اختیار نہ کر کے علماء و مفسرین کے اقوال نقل کردیے ہیں، جیسے امام شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''حروف مقطعات قرآن کے راز ہیں''۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے منسوب یہ قول بیان کیا ہے کہ ''ہر کتاب کا ایک سرّ (راز) ہوتا ہے اور قرآن کا سرّ اس کے حروف مقطعات ہیں''۔ عبداللہ ابن مسعود کا قول بھی نقل کیا ہے کہ ''یہ مخفی اور پوشیدہ علم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے محفوظ رکھا ہے''یعنی بندوں کو اس سے آگاہ نہیں کیا ہے۔

بعض حروف مقطعات کے معنیٰ بعض مفسرین نے متعین کرنے کی کوشش کی ہے جیسے طٰہٰ، یٰسین وغیرہ۔ علامہ موصوف نے ان کے اقوال کو قبول کیا ہے۔ آخر میں انھوں نے لکھا ہے کہ ان حروف کے ذریعے بھی اہل عرب کو تحدی کی گئی ہے کہ وہ ان کے معنی بتائیں۔[۳۸]

فہم قرآن کے لیے ناسخ ومنسوخ کا علم ضروری ہے۔ تمام مفسّرین نے اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ علامہ فیروز آبادی نے بھی اس کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور لکھا ہے کہ فہم قرآن کے لیے یہ ایک ضروری علم ہے۔ لکھتے ہیں:

اعلم ان معرفة الناسخ والمنسوخ باب عظیم من علوم القرآن، ومن اراد ان یخوض فی بحر التفسیر ففرض علیه الشروع فی طلب معرفتهٖ والاطلاع علی اسراره یسلم من الاغلاط والخطأ الفاحش والتاویلات المکروهة۔[۳۹]

جان لو کہ ناسخ ومنسوخ کا جاننا قرآن کا ایک متہم بالشان علم ہے اور جو شخص بحر تفسیر میں غوّاصی کا خواہش مند ہے اس پر لازم ہے کہ پہلے اس کی معرفت حاصل کرے اور اس کے اسرار و رموز کو جانے، تاکہ سخت غلطی اور خطا اور ناپسندیدہ تاویلات سے محفوظ رہے۔

ناسخ ومنسوخ کے حوالے سے علامہ موصوف نے یہود ونصاری، روافض اور اہل السنة والجماعة کے موقف کو بیان کیا ہے اور قرآن میں ان کی موجودگی کو تسلیم کیا ہے پھر نسخ کی لغوی ومعنوی تشریح کی ہے اور اس کی اقسام، سبب اور حکمت پر روشنی ڈالی ہے۔[۴۰]

تفسیری مأخذ میں اسرائیلیات کا حوالہ بھی دیا جاتا ہے۔ مفسّرین اس معاملے

میں افراط وتفریط کا شکار رہے ہیں۔ بعض مفسّرین نے علی الاطلاق اسرائیلی روایات کو اپنی کتب تفاسیر میں جگہ دی ہے، جیسے محمد بن جریر طبری اور امام ثعلبی وغیرہ۔ بعض مفسرین نے احتیاط سے کام لیا ہے اور اسرائیلی روایات کو کم از کم بیان کیا ہے۔ علامہ فیروز آبادی نے اسرائیلی روایات سے استفادہ کیا ہے، مگران کے بارے میں بعض مقامات پر تنبیہ کردی ہے اور بعض مقامات پر تنبیہ کرنے سے گریز کیا ہے۔ اس بارے میں انھوں نے بیضاوی اور زمخشری پر اعتماد کیا ہے اور ان کے نقش قدم کی پیروی کی ہے۔[۴۱]

حواشی ومراجع

۱۔ التاج المکلل من جواہر مآثر الطراز الآخر والاول، صدیق حسن خان القنوجی، تصحیح و تعلیق: د.عبدالحکیم شرف الدین، دار اقرا، المطبعۃ الہندیۃ العربیۃ ۱۹۶۳ء، ص ۴۶۶، طبقات الحفاظ والمفسرین، السیوطی، اعداد و دراسۃ عبدالعزیز السیر وان، عالم الکتب بیروت، ط۱، ۱۹۸۴ء، ص ۲۸۷۔

۲۔ مفتاح السعادۃ، طاش کبری زادۃ، مراجعہ و تحقیق: کامل بکری، عبدالوہاب ابوالنور، دارالاستقلال الکبریٰ القاہرہ، ۱/ ۱۱۹، بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز، الفیروزآبادی، تحقیق الاستاذ محمد علی النجار، المقدمہ، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، ۱/ ۱۹، الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبدالرحمان السخاوی، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۰/ ۷۹

۳۔ دراسات فی القاموس المحیط، د.محمد مصطفیٰ رضوان، منشورات الجامعہ اللیبیۃ، ص ۲۴

۴۔ تاج العروس من جواہر القاموس، مرتضی الزبیدی، المطبعۃ الخیریۃ مصر، ۱۳۰۶ھ، ۱/ ۱۲، البدر الطالع بمحاسن من بعدالقرن التاسع، القاضی محمد بن علی الشوکانی، دارالمعرفۃ بیروت، ۲/ ۲۸۰، مفتاح السعادۃ، ۱/ ۱۲۰-۱۱۹، العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین، ابوالطیب التقی الفاسی/ محمد بن احمد الحسنی، تحقیق: فواد سید، مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ القاہرہ، ۱۳۹۱ھ/ ۱۹۶۲ء، ۲/ ۳۹۹، طبقات صلحاء الیمن، عبدالوہاب عبدالرحمان

البریھی السکسکی، تحقیق: عبداللہ محمد الحبشی، مرکز الدراسات والبحوث الیمنی صنعاء، دارالآداب بیروت، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ص ۲۹۳

۵ الضوء اللامع، ۱۰/۷۹، إنباء الغمر بأبناء العمر فی التاریخ، ابن حجر العسقلانی، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء، ۷/۱۶۰، الاعلام، خیرالدین الزرکلی، دارالعلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۴ء، ۷/۱۴۶، تقویم البلدان، ابوالفداء عماد الدین بن اسماعیل، دارالطباعۃ السلطانیۃ پیرس، ۱۸۵۰ء، ص ۳۲۸-۳۲۹

۶ العقد الثمین، ۲/ ۴۰۰

۷ حوالہ سابق، ۲/۳۹۹

۸ الضوء اللامع، ۱۰۷۹، إنباء الغمر، ۷/ ۱۵۹

۹ طبقات المفسرین، الداؤدی، تحقیق: علی محمد عمر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ص ۲۷۴، الضوء اللامع، ۱۰/۸۰، العقد الثمین، ۲/ ۳۹۸، تحبیر الموشین فی التعبیر بالسین والشین، مجدالدین الفیروزآبادی، تحقیق: محمد خیر محمود البقاعی، دارقتیبۃ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء، ص ۸، النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصروالقاہرہ، ابن تغری بردی، تعلیق: محمد حسین شمس الدین، دارالکتب العلمیۃ، المؤسسۃ المصریۃ للنشر ۱۹۹۲ء، ۱۱/۸۲-۸۳، البصائر، ۳/۶ ۴۲، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ، جرجی زیدان، منشورات مکتبۃ الحیاۃ بیروت، ۱۹۸۳، ص ۱۵۳، العقود اللؤلؤیۃ فی تاریخ الدولۃ الرسولیۃ، علی بن الحسن الخزرجی، تحقیق: محمد بن علی الاکوع الحوالی، مرکز الدراسات والبحوث للیمنی صنعاء، ۲/ ۲۴۹، التاج المکلل ۷ ۶ ۴، المسجد المسبوک والجوہر المحکوک فی طبقات الخلفاء والملوک، الملک الاشرف الغسانی، دارالبیان بغداد، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء، ۲/ ۶۸

۱۰ العقود اللؤلؤیۃ، ۲/ ۲۳۵

۱۱ علامہ فیروزآبادی کے اساتذہ کے تذکروں کے لیے ملاحظہ کیجیے: العقد الثمین، ۲/۳۹۲، الضوء اللامع، ۱۰/۸۰، الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ، ابن حجر العسقلانی، دارالکتب الحدیثۃ القاہرۃ، ۴/ ۳۹۵، فہرس الفہارس والاثبات المعجم المعاجم والمشیخات والمسلسلات، عبدالحی الکتانی، دارالغرب الاسلامی بیروت، ۲/ ۶۵۸،

شذرات الذهب فی اخبار عن ذہب، ابن العماد الحنبلی، ۷/۱۲۸، تاج العروس، ۱/۱۳

۱۲ علامہ فیروزآبادی کے تلامذہ کے تذکروں کے لیے دیکھیے: تاج العروس، ۱/ ۱۵، فہرس الفہارس، ۲/ ۷۰۹-۹۰۸، العسجد المسبوک، ۲/ ۶۹، طبقات صلحاء الیمن، ص۸۹، ۱۳۹، ۱۵۹، ۱۹۶، ۱۹۸، المثلث المختلف المعنی للفیروزآبادی، تحقیق عبدالجلیل معتاط، عودۃ التیمیم، جامعہ سبہا، لیبیا ۱۹۸۸ء، ص۲۴، ۲۰۳، وغیرہ۔

۱۳ الضوء اللامع، ۱۰/ ۸۱، ۸۲، بغیۃ الوعاۃ للسیوطی، ص۲۷۴، طبقات صلحاء الیمن، ص۲۹۴، کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ۱/ ۱۴۸، ۱۴۹، ۲/ ۴۵۵، ۵۵۲، ہدیۃ العارفین، أسماء المؤلفین وآثار المصنفین من کشف الظنون، اسماعیل پاشا البغدادی، دارالفکر بیروت، ۶/ ۱۸۱، ۱۸۲، علم التاریخ عندالمسلمین، ص۵۶۷، ۶۵۹، شذرات الذہب، ۷/ ۱۲۸، العقد الثمین، ۲/ ۳۹۵، ۳۹۸، ۳/ ۱۹۵، فہرس الفہارس، ۲/۳۹۴، ۹۰۸، تحبیر الموشین، ص۱۱، الاعلام للزرکلی، ۷/ ۱۴۶، ابجد العلوم الوشی المرقوم فی بیان احوال المعلوم، صدیق حسن خان القنوجی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ۳/ ۱۰، معجم المطبوعات العربیۃ والمعرّبۃ، جمع و ترتیب، یوسف الیاس سرکیس، الریاض، ص۱۴۷۰

۱۴ کشف الظطون، ۱/ ۱۴۸، ۲/ ۴۵۵؛ طبقات المفسرین، ۲/ ۲۷۶، العقد الثمین، ۳/ ۱۹۵، الضوء اللامع، ۱۰/ ۸۱، البلغۃ فی تراجم النحو واللغۃ، الفیروزآبادی، تحقیق محمد المصری، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی الکویت، ص۳۲، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، السیوطی، ۱/۴ ۲۷، روضات الجنات، ۸/ ۱۰۲

۱۵ بصائر ذوی التمییز، ۲/ ۱۲، ۴۷، ۱۳۱، ۱۵۲، ۱۷۴، ۳/ ۲۰۹، ۲۱۰، ۴۵۰، ۷۷، ۴۷، ۴/ ۲۱۹، ۱۷۹، ۲۹۵، ۵/ ۲۸، ۲۳۹، ۲۳۰، ۲۳۹

۱۶ حوالہ سابق، ۵/ ۲۸

۱۷ حوالہ سابق، ۴/ ۲۹۵

۱۸ حوالہ سابق، ۴/ ۳۸۱، ۴۲۳، ۴۶۱، ۵/ ۶۰، ۶۲، ۶۳

۱۹ حوالہ سابق، ۲/ ۲۵۵

۲۰ حوالہ سابق، ۵/ ۳۲۵

۲۱ تنویرالمقیاس، ص ۱۶۸

۲۲ حوالہ سابق، ص ۳۰۶، ۲۶۸

۲۳ البصائر، ۳/ ۲۰۹، ۴/ ۲۲۴

۲۴ حوالہ سابق، ۴/ ۲۴۴

۲۵ حوالہ سابق، ۴/ ۳۲۳

۲۶ حوالہ سابق، ۲/ ۵۳، ۳۰، ۳/ ۵۰، ۲۹۰، ۴/ ۵۰۷، ۵/ ۶۶، ۱۶۳

۲۷ حوالہ سابق، ۲/ ۴۰، ۵۸۰، ۳/ ۴۸۰، ۲۸۹، ۴/ ۴۸۷، ۵۱۲، ۴/ ۵۹۸، ۳۸

۲۸ حوالہ سابق، ۳/ ۵۱۲، ۶۵، ۴/ ۱۸۴، ۱۸۵، ۲/ ۵۰۶

۲۹ حوالہ سابق، ۳/ ۲۰۶

۳۰ حوالہ سابق، ۲/ ۴۶۸

۳۱ حوالہ سابق، ۲/ ۵۹۰، ۲۳۵، ۱۲۲، ۱۱

۳۲ حوالہ سابق، ۴/ ۱۰۸

۳۳ حوالہ سابق، ۴/ ۵۳۶

۳۴ حوالہ سابق، ۲/ ۳۱۷، ۵۴۴، ۵۵۷، ۳/ ۱۰

۳۵ حوالہ سابق، ۴/ ۴۷

۳۶ حوالہ سابق، ۱/ ۶۷

۳۷ حوالہ سابق، ۱/ ۱۰۰

۳۸ حوالہ سابق، ۱/ ۱۰۶، تفسیر المنار، ۸/ ۳۰۲۲، الاتقان، ۲/ ۱۴۳، الکشاف، ۱/ ۱۶

۳۹ البصائر، ۱/ ۱۱۷

۴۰ حوالہ سابق، ۱/ ۱۱۷-۱۱۲

۴۱ حوالہ سابق، ۳/ ۸۷، ۱/ ۱۶۸، ۲۶۰، ۳۲۲، ۴۶۲

☆☆☆

ادارۂ تحقیق وتصنیفِ اسلامی کی

دو اہم مطبوعات

۱- مذہب کا اسلامی تصور — مولانا سلطان احمد اصلاحی

اس کتاب میں معاملاتِ دنیا سے مذہب کی بے دخلی کے تصور کو اس کے خاص تاریخی تناظر میں دیکھا گیا ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ چرچ کے ناقابلِ بیان مظالم کے نتیجے میں یورپ میں چرچ اور اسٹیٹ کی علیحدگی اور مسیحیت سے بے زاری کے ساتھ خود مذہب سے بے زاری پیدا ہوگئی تھی۔ دوسرے باب میں قرآن اور سنت کی روشنی میں اسلام کے مطلوبہ تصوّرِ مذہب کو پورے شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

آفسیٹ کی عمدہ طباعت، صفحات: ۱۹۵ قیمت =/۱۰۰ روپئے

۲- قرآن، اہلِ کتاب اور مسلمان — ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی

قرآنِ کریم میں اہلِ کتاب (یہود و نصاری) کے حالات پر بہت تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات، ان کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی تفصیلات اور ان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دی جانے والی سزاؤں اور تنبیہوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اہلِ کتاب کے اس مفصل تذکرہ کا مقصد کیا ہے؟ اس میں مسلمانوں کے لیے عبرت ونصیحت کے کون سے پہلو ہیں؟ اور اس سے انہیں کیا رہنمائی ملتی ہے؟ اس کتاب میں ان موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔

کتاب پر مولانا سید جلال الدین عمری کا مبسوط اور تحقیقی مقدّمہ بھی ہے۔

عمدہ کاغذ، آفسیٹ کی حسین طباعت، دیدہ زیب سرورق، صفحات: ۲۹۶ قیمت =/۷۰ روپئے

ملنے کے پتے

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی، پوسٹ بکس نمبر: ۹۳، علی گڑھ-۱

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی- ۲۵